روہیلکھنڈ (اتر پردیش) میں سیرت طیبہ پر اولین اشاعت



سُرورُ القُلوب فی ذکرِ المحبوب

کا مطالعاتی جائزہ

شناسی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تناظر میں

محمد احمد ترازی

Taaj-al-Shari'ah Foundation
Karachi, Pakistan

پیشکش
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com
0092 303 2886671 /makhtarraza1011

فیضانِ تاج الشریعہ جاری رہیگا

FAIZANE TAJUSHSHARIAH JARI RAHEGA

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشہ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammmd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

"سُرورُالقُلوب فی ذِکرِ المحَبُوب" کا مطالعاتی جائزہ

(شمائلی سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں)

انجینئر محمد احمد ترازی

Abstract:

Prophet Hood consists of guidance from Allah to humankind. It is a Allah given blessing and a favor that is bestowed on an individual chosen be Him to convey His message, which cannot be acquired or earned otherwise. There has never been a human being as well-respected, loved and followed as Muhammad (SAW), the final messenger of Allah. There has never been a person who has changed world history as Muhammad (SAW) and his message. The Prophet (SAW) was the single most important person in the history of the world. Knowledge of the Prophetic Biography is necessary for every Muslim and sharing it with everyone is a responsibility. The importance of a complete biography of the Prophet as available to us cannot be under estimated in this troubled time since both Muslims as well as Non-Muslims have serious knowledge gap when it comes to even approaching the nature of the Final Prophet and the Ultimate Messenger of God sent to all of humanity, who came to restore the primordial religion of Man, the submission to Allah and His Commands. Seerah of Prophet Muhammad (PBUH) is the most favorite topic of the Muslim scholars. It is, according to Muslim scholarship, an enthralling story that combines impeccable scholarship with a rare sense of the sacred worthy of his subject." By studying and writing on the Seerah, the Muslims increase their love for the Prophet and understanding of the religion. Biographies of the Prophet have been written in almost all the major languages of the world. Muhammad (SAW) serves as: Allah's messenger and prophet to all mankind as an example of human behavior and noble character Therefore, in studying his life-history we should derive lessons and morals that can help us in our lives today. The life of Prophet ( ) is the complete and comprehensive role model for human being. He possesses Qura'nic Characteristics. He has some distinguish attributes those nobody else has in the human history. Allama Naqi Ali Khan has a unique and noteworthy status in the art of biography. Naqi Ali Khan has an eminent and predominant role in the art of biography. Allama Naqi Ali Khan established his relationship with the former era In this research article the Urdu writing skills of Naqi Ali Khan in his famous book "Suroor ul Quloob Fi Zikr ul Mahboob" have been discussed. The article is an effort to point out the contemporary work done by the scholars in collecting the characteristics of Holy Prophet). Moreover, it draws the attention towards the qualities and problems of the work done on the topic, as it recommends that the topic should be dealt and presented with the authentic and basic sources. All it is analyzed briefly. This article introduces Suroor ul Quloob Fi Zikr ul Mahboob book on seerah written in 19th century, with their merits.

سیرت النبی ﷺ اسلامی ادب کا وہ سدا بہار موضوع ہے۔ جس سے قلم میں روانی پیدا ہوتی ہے۔ قلب و دماغ کو راحت و سکون ملتا ہے۔ طبائع میں انشراح پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس کا تعلق حضور ختمی المرتبت، نبی کریم، رؤف الرحیم ﷺ کی ذات مبارکہ کے ساتھ ہے۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر قلم اُٹھانا مسلمان صاحب قلم اپنے لیے اعزاز سمجھتا ہے۔ قرونِ اولیٰ سے عصر حاضر تک ہزاروں کتبِ سیرت قارئین کو سیرت کے مختلف اور متنوع پہلوؤں سے آگاہ کر چکی ہیں۔ اصحابِ قلم فکری تنوع کے باوصف سیرت سے والہانہ تعلق و وارفتگی میں ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہیں۔ شرق و غرب کے مختلف خطوں، ثقافتوں، تہذیبوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والوں نے اس فن میں اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا اور سیرت نگاری کے مختلف اسالیب و مناہج اختیار کیے ہیں۔ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے متنوع پہلوؤں اور گوشوں کو اپنی نگارشات کا موضوع بنایا ہے۔

ان اصحابِ سیرت میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے سیرت کے تاریخی اور سوانحی پہلوؤں کو اہمیت دی۔ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اخلاقی و سیرتی گوشوں کو واضح کیا۔ شمائل و اوصاف نبوی ﷺ پر بھی بیش قیمت تحریریں سامنے آئیں۔ نبی کریم ﷺ کی عسکری و حربی زندگی کو بھی موضوع تحقیق بنایا گیا۔ عائلی و خاندانی زندگی بھی مصنفین کا موضوع ٹھہری۔ گویا دنیا کی ہر زبان میں ہی نبی کریم ﷺ کی ذات والاصفات کی مدح سرائی کی گئی۔ لیکن جس قدر خطہ پاک و ہند اور اُردو زبان میں سیرت النبی ﷺ پر لکھا گیا اُس کی مثال عربی زبان کے علاوہ کم ہی سامنے آتی ہے۔

برِ عظیم پاک و ہند میں مولانا نقی علی خاں اس سلسلۃ الذھب کی اُن اولین کڑیوں میں سے ہیں جنھوں نے اس سلسلہ کو نہ صرف فروزاں کیا بلکہ خود بھی گلستانِ سیرت کے خوشہ چیں رہے۔ آپ نے سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں پر متعدد کتب تصانیف فرمائیں جن میں "الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح"، "وسیلۃ النجاۃ"، "اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد و القیام"، "الرویۃ فی الاخلاق النبویہ"، "النقاعۃ النقیۃ فی الخصائص النبویہ" اور "سُرورُ القُلوب فی ذِکرِ المحبُوب" خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

چنانچہ اس مختصر مضمون میں مولانا نقی علی خاں کی تصنیف "سُرورُ القُلوب فی ذِکرِ المحبُوب" کا مطالعاتی جائزہ اور منہج و اسلوب پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن قبل اس کے مناسب معلوم ہوتا کہ پہلے آپ کی سوانح پر مختصر نظر ڈالی جائے۔

مولانا نقی علی خاں کا سوانحی خاکہ:

مولانا نقی علی خاں 30، جمادی الآخر / یکم رجب 1242ھ /1830ء کو بریلی کے محلہ ذخیرہ میں پیدا ہوئے۔[1] آپ نے اپنے والد مولانا مفتی رضا علی خاں، جو خود بہت بڑے عالم دین تھے (اور انہوں نے ہی ہندستان میں پہلا باقاعدہ دار الافتاء قائم کیا تھا) کے زیر تربیت رہے اور زمانے کے دستور کے مطابق جملہ علوم و فنون کی تحصیل کی۔ مولانا نقی علی خاں دراز قد اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ گول نورانی چہرہ، کشادہ پیشانی، بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں جن سے مہر و محبت عیاں، علم و فضل اور عشق رسول ﷺ سے معمور چوڑا سینہ، ستواں ناک، گورا چٹا رنگ۔ چہرہ پر گھنی داڑھی جو آخر عمر میں کچھ سفید ہو گئی تھی۔ باریک ہونٹ جن پر مسکراہٹ رہتی۔[2]

مولانا نقی علی خاں اپنے عہد کے ایک ممتاز عالم دین، صاحب طرز ادیب و انشاء پرداز تھے۔ آپ کا شمار اُن علماء میں ہوتا ہے جنھوں نے ہندوستانی عوام کو اپنے استحصال کے خلاف انگریزوں سے لڑنے کے لیے نہ صرف صف آراء کیا بلکہ 1857ء کی جنگ آزادی میں عملی حصہ لیا اور معتوب بھی قرار پائے۔[3] چندہ شاہ حسینی مولفہ "شمس التواریخ نے لکھا: "مولانا رضا علی خاں انگریزوں کے خلاف لسانی و قلمی جہاد میں مشہور ہو چکے تھے۔ انگریز مولانا کی علمی وجاہت و دبدبہ سے بہت گھبراتا تھا۔ آپ کے صاحبزادے مولانا نقی علی خاں بھی انگریزوں کے خلاف جہاد میں مصروف تھے۔ مولانا نقی علی خاں کا ہند کے علماء میں بہت اُونچا مقام تھا۔ انگریزوں کے خلاف آپ کی عظیم قربانیاں ہیں۔"[4]

مولانا نقی علی خاں علم و عمل کے بحر ذخار تھے۔ آپ کی ذات مرجع خلائق و علما تھی۔ آپ کی آراء و اقوال کو علمائے عصر ترجیح دیتے تھے۔ اللہ تعالی نے جو فہم و ذکا، دقت نظری، صلابت رائے، علوم اسلامیہ نقلیہ و عقلیہ میں دسترس اور جو استحضار علمی آپ کو عطا فرمائی تھی اُس کی مثال اُن کے معاصرین میں نظر نہیں آتی۔ معاصر علماء نے آپ کے تبحر علمی کا اعتراف کیا اور لکھا کہ: "آپ عقل معاد اور عقل معاش دونوں کے جامع تھے۔"[5]

مولانا نقی علی خاں کا مطالعہ انتہائی وسیع تھا۔ انھیں علم قرآن، علم تفسیر، حدیث، اصول حدیث، تاریخ، اسماء الرجال، علم العقائد والکلام، نحو، تکسیر، منطق، فلسفہ، علم صرف، ہئیات و حساب، علم جفر، علم توقیت، فقہ و اصول فقہ، مناظرہ سلوک، تصوف، مربعات، وغیرہ سمیت تینتالیس (43) علوم و فنون پر کامل مہارت حاصل تھی۔[6]

مولانا نقی علی خاں اپنے بیٹے مولانا احمد رضا خاں کے ساتھ 1294ھ میں خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور سید شاہ آل رسول مارہروی سے بیعت ہوئے۔ سید شاہ آل رسول مارہروی نے اسی مجلس میں مولانا نقی علی خاں اور مولانا احمد رضا خاں کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ اور آپ کو چار مصافحوں "مصافحہ خضریہ"، "مصافحہ جنیہ"، "مصافحہ معمریہ" اور "مصافحہ منامیہ" کے شرف سے نوازا۔[7]

آپ کو چار سلسلوں سے سندِ حدیث حاصل تھی:

1۔ شاہ آل رسول مارہروی سے جو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے ہوتی ہوئی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک جاتی ہے۔

2۔ اپنے والد مولانا رضا علی خاں سے وہ مولانا خلیل الرحمٰن محمود آبادی سے وہ فاضل محمد سندیلوی سے اور وہ ابو العیاش محمد عبد العلی سے۔

3۔ سید احمد بن ذینی دحلان مکی سے اور وہ شیخ عثمان دمیاطی سے۔

4۔ مولانا نقی علی خاں کو شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی طرف سے بھی حدیث مسلسل بالاولیت کی سند حاصل تھی۔[8]

مولانا نقی علی خاں کو سیدنا شاہ آل رسول مارہروی کے علاوہ شیخ عبد الرحمٰن حنفی مکی سے بھی سند فقہ حاصل تھی۔ حضرت مکی کا سلسلہ سات واسطوں سے شیخ احمد بن یونس شبلی تک پہنچتا ہے اور حضرت شیخ شبلی کا سلسلہ سولہ واسطوں سے امام اعظم ابو حنیفہ تک پہنچتا ہے اور امام اعظم کا تین واسطوں سے سیدنا عبد اللہ بن مسعود تک پہنچتا ہے۔ اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود کا سلسلہ براہ راست حضور نبی کریم ﷺ تک۔[9]

مولانا نقی علی خاں کے والد مولانا رضا علی خاں نے 1831ء میں سرزمین بریلی پر مسندِ افتاء کی بنیاد رکھی اور چونتیس سال تک فتویٰ نویسی کا کام بحسن و خوبی انجام دیا۔ آپ نے مولانا نقی علی خاں کو تعلیم و تربیت کے بعد مسندِ افتاء پر فائز کیا۔ جہاں آپ نے 1880ء تک نہ صرف فتویٰ نویسی کا گراں قدر فریضہ انجام دیا بلکہ معاصر علماء و فقہا سے اپنی علمی بصیرت کا لوہا بھی منوایا۔ انہیں کتب بینی، فتویٰ نویسی، درس و تدریس، عبادت و ریاضت اور خدماتِ دینی و ملی کے علاوہ تصنیف و تالیف سے بھی بہت زیادہ شغف رہا۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ آپ نے اُردو زبان کو اپنی گراں قدر تصانیف سے مالا مال کیا اور مختلف علوم و فنون پر کتابیں لکھیں۔ خاص طور سے سیرت نبوی، اصلاح معاشرہ، تعلیم و تعلم، علم معاشرت، تصوف وغیرہ وغیرہ۔

مولانا نقی علی خاں نے چالیس سے زائد کتب تصنیف کیں۔ جن میں سے صرف چھبیس کتب کے نام مل سکے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا احمد رضا خاں نے آپ کی پچیس سے زیادہ کتب کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی مطبوعہ تصانیف میں "الکام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح" (مکتبہ رضا بیسلپور، پیلی بھیت، بھارت)، "سرور القلوب فی ذکر المحبوب" (1867ء میں لکھی گئی اور پہلی بار 1871ء میں شائع ہوئی)، "جواہر البیان فی اسرار الارکان" (صبح صادق سیتا پور سے 1881ء میں شائع ہوئی)، "اصول الرشاد قمع مبانی الفساد" (صبح صادق سیتا پور سے 1881ء میں شائع ہوئی)، "ہدایت البریۃ الی شریعۃ الاحمدیہ" (1926ء میں کتب خانہ سمنانی اندر کوٹ، میرٹھ)، "اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد و القیام" (پہلی بار 2015ء میں شائع ہوئی)، "فضل العلم والعلما" (1982ء میں شائع ہوئی)، "احسن الوعا آداب الدعا" (مکتبہ المدینہ، کراچی سے شائع ہوئی) شامل ہیں۔ جبکہ غیر مطبوعہ تصانیف میں "ازالۃ الاوھام"، "تزکیۃ الایقان رد تقویت الایمان"، "الکوکب ازہر فی فضائل العلم و آداب العلماء"، "الرویۃ فی الاخلاق النبویہ"، "النقاحۃ النقویہ فی الخصائص النبویہ"، "وسیلۃ النجات"، "لمعۃ النبراس فی آداب الاکل و الباس"، "تروح الارواح"، "التمکن فی تحقیق مسائل التزین"، "خیر المخاطبہ فی المحاسبۃ والمراقبۃ"، "ھدایت المشتاق الی سیر الانفس والافاق"، "ارشاد الاحباب الی آداب الاحتساب"، "اجمل الفکر فی مبحث الذکر"، "عین المشاہدۃ لحسن المجاھدہ"، "تشوق الاآہ الی طریق محبۃ اللہ"، "نھایۃ السعادۃ فی تحقیق الھمۃ والارادۃ"، "اقوی الذریعہ الی تحقیق الطریقۃ والشریعۃ"، "اصلاح ذات بین" کے نام ملتے ہیں۔

مولانا نقی علی خاں کے وہ تلامذہ جو معروف زمانہ ہوئے، اُن میں آپ کے صاحبزادے مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی اور مولانا حسن رضا خاں کے علاوہ مولانا برکات احمد، مولانا ہدایت رسول لکھنوی، مفتی حافظ بخش آنولوی، مولوی حشمت اللہ خان، مولوی سید امیر احمد بریلوی، مولوی حکیم عبد الصمد شامل ہیں۔ آپ کا وصال 30، ذی القعدہ 1297ھ / 1880ء میں اکیاون سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کی تدفین بریلی میں آپ کے والد مولانا رضا علی خاں کے پہلو میں ہوئی۔[10] اپنے عہد کی ہمہ جہت اور نابغہ روزگار ہستی مولانا نقی علی خاں "رئیس المتکلمین" اور "امام الاتقیاء" کے القاب سے بھی جانے جاتے ہیں۔

"سُرورُالقُلوب فی ذِکرِالمحبُوب" کی وجہ تصنیف:

1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد مسلمانانِ ہند ابتلاو آزمائش کے دور سے گزرے۔ انگریز نے اُن کے خلاف انتقامی کاروائیاں کیں۔ بغاوت کے مقدمے قائم کیے۔ جلا وطن کیا گیا۔ کالے پانی کی سزائیں

دیں۔ علماو فضلاء کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر شہید کیا۔ ایسے روح فرسا دور میں مولانا نقی علی خاں نے اپنی قوم کو بیدار کر کے لادینی اور عیسائیت کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے سیف کے بعد قلم کا سہارا لیا۔ اُس دور میں ہندوستانی معاشرے کی سب سے بڑی خدمت یہی تھی کہ عوام میں خود اعتمادی پیدا کی جائے اور احساس کمتری کو مزاج و فکر سے نکالا جائے۔ مولانا نقی علی خاں کی تصنیفات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ مولانا نے ہندوستانی عوام کو عزم، حوصلہ اور خود کفیل بننے کا سہارا دیا۔ مغربیت کے طوفان سے بچانے کے لیے اُنہوں نے مسلمانوں کو ذہنی و فکری اعتبار سے تیار کیا۔ اُس دور کے حکمرانوں نے جب مغربی تہذیب کے احیاء، عیسائیت کے فروغ، بہائی تحریک کی آبیاری اور فروعی مسائل کی سرپرستی کے ذریعے انتشار و افتراق کا ماحول پیدا کر کے برِ عظیم کے مسلمانوں کو دین اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی۔ تو مولانا نقی علی خاں نے انگریز کی ان چالوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اُنہوں نے نئے عقائد فاسدہ کی ترویج و اشاعت اور اثرات کو زائل کرنے کے لیے "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد"، "ازالۃ الاوھام" اور مسلمانوں کو انگریزی تعلیم کے مضر اثرات سے بچانے کے لیے "فضل العلم والعلما" جیسی اہم کتابیں لکھیں۔ مولانا مسلمانوں میں پھیلی ہوئی بے راہ روی اور غلط رسم و رواج کو مسلمانوں کی معاشی اور اقتصادی زوال کا سبب گردانتے تھے۔ اُنہوں نے مسلم معاشرے میں رائج غیر اسلامی رسموں کی شدید مخالفت کی اور اصلاح معاشرہ کے لیے "ھدایت البریۃ الی شریعۃ الاحمدیہ" لکھی۔ جو اُردو نثر میں اسلامی معاشرت پر لکھی جانے والی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ جب عیسائیت کی جانب سے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ پر نازیبا حملے کیے گئے تو آپ نے اِس کا مدلل جواب "سُرورُ القُلوب فی ذِکرِ المحبُوب" لکھ کر دیا۔"[11] جو کہ اِس کتاب کی اصل وجہ تصنیف ہے۔

"سُرورُ القُلوب فی ذِکرِ المحبُوب" کی اشاعت:

"سُرورُ القُلوب فی ذِکرِ المحبُوب" حضور سرور عالم ﷺ کے اُوصاف جمیلہ، کمالات جلیلہ اور سیرتِ طیبہ پر مولانا نقی علی خان کی یہ وہ واحد تصنیف ہے جو آپ کی زندگی میں ہی شائع ہو کر روہیلکھنڈ میں سیرتِ طیبہ پر اولین اشاعت قرار پائی۔ اِس کتاب کا سن تصنیف 1865ء ہے۔ پہلی بار یہ 1871ء میں شائع ہوئی اور بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ سرور القلوب کا دوسرا ایڈیشن سینتالیس (47)

سال بعد 1918ء میں مطبع نول کشور لکھنو سے شائع ہوئے اور تیسری بار سڑسٹھ (67) سال بعد 1985ء میں اسے شبیر برادر لاہور نے شائع کیا۔ بعد ازاں رضا اکیڈمی ممبئی اور فاروقیہ بک ڈپو جامع مسجد دہلی نے بھی اسے شائع کیا۔ اس وقت ہمارے پیش نظر "سُرورُ القُلوب فی ذِکرِ المحبُوب" کی طبع جدید کا وہ نسخہ ہے جسے "دار النعمان پبلشرز" لاہور نے مولانا ابو الحسن راشد علی قادری کی تحقیق و تخریج کے ساتھ نومبر 2018ء میں پانچ سو دو صفحات پر بڑے سائز میں شائع کیا ہے۔

"سُرورُ القُلوب فی ذِکرِ المحبُوب" کا تعارف:

یہ کتاب درج ذیل نو (9) ابواب پر مشتمل ہے:

1۔ ولادت باسعادت وغیرہ احوال حضرت رسالت میں

2۔ "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کی تفسیر میں / رحمتِ مصطفیٰ ﷺ سے انبیاء، ملائکہ، ارواح، زمین، منافقین اور کفار کا حصہ

3۔ "وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ"

4۔ آپ ﷺ کا حسن ظاہری کے بیان میں / فائدہ

5۔ آپ ﷺ کے حسن باطنی کے بیان میں / متاعِ دنیا قلیل ہے، خلق مصطفیٰ ﷺ عظیم ہے۔

6۔ خصائص شریفہ کے بیان میں / خاصہ اوّل محبوبیت مطلقہ

7۔ معراج کے بیان میں / آیت اسراء کی توضیح و نکات

8۔ معجزات کے بیان میں / ہاتھ مبارک کے کمالات

9۔ درود کے بیان میں / پہلی فصل کریمہ "إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ" کی تفسیر میں / آیت درود کے معارف و مباحث

طبع جدید کی خصوصیات و امتیاز:

کتاب کی ابتداء میں مولانا راشد علی قادری نے تحقیق و تخریج کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "اس کتاب کے مارکیٹ میں دستیاب نسخوں کی جو حالت ہے الامان والحفیظ۔ آیات قرآنیہ و احادیث اور عربی عبارات میں کوئی امتیاز نہیں۔ کمپوزنگ کے بعد شائع ہونے والے نسخوں کی تو یہ حالت ہے کہ معاذ اللہ آیات میں صریح غلطیاں موجود ہیں۔ کوئی نمونہ دیکھنا چاہے تو اکبر بک سیلرز کا مطبوعہ نسخہ چیک کر لے۔ دیگر نسخوں میں کتاب کے نام پر پوری پوری عبارات بدل دی گئیں ہیں۔ ابتدائی تین

سے چار صفحات تو ویسے ہی نسخہ سے غائب ہیں۔ آگے لکھتے ہیں: "میں اپنے کام کی اکملیت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ لیکن رب کی عطا سے یہ کہتا ہوں کہ آپ کے ہاتھوں میں موجود نسخہ اب تک کے نسخوں میں صحیح ترین نسخہ ہے۔ اِس میں سب سے خاص بات یہ ہے کہ اس کی بنیاد مؤلف علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ میں شائع ہونے والے ایک سو باون (152) سال پرانے نسخے پر ہے۔"(12)

اِس لحاظ سے جدید اشاعت، اشاعتِ اوّل سے نہ صرف قریب تر بلکہ بہتر اور مستند بھی ہے۔ مزید یہ کہ محقق نے قرآنی آیات کو قرآنی تقابل کے ساتھ قرآنی رسم الخط اور حاشیہ میں ترجمہ کنزالایمان کو بھی شامل کیا ہے۔ اور آیات و احادیث کے ساتھ ساتھ اُردو اور فارسی رسم الخط کو باہم ممتاز کیا ہے۔ اُنھوں نے احادیث مبارکہ اور روایات و منقولات کے لیے اصل ماخذ سے تخریج کو بھی اہمیت دی ہے۔ جبکہ چیدہ چیدہ مقامات پر مشکل الفاظ کے معنی دینے کے ساتھ اُنھوں نے کتاب میں استعمال کیے گئے اشعار کو ٹمیل کی صورت ممتاز کیا ہے۔ صاحبِ تحقیق نے موضوع کلام کی مناسبت سے پیرا گرافنگ بھی ہے اور پرانی کتابت کی غلطیوں کی حاشیہ میں وضاحت کے ساتھ بعض مقامات پر نئے عنوانات کا ہلالین ( ) میں اضافہ کیا ہے۔ ساتھ ہی تخاریج و حواشی کو بھی ہر باب کے آخر میں شامل کیا ہے۔ جس سے کتاب کی استنادی حیثیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

نئے ایڈیشن میں مولانا نقی علی خاں کے ہم عصر معروف مصنف و شاعر نواب نیاز احمد خاں ہوش نبیرہ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں کی باوقار تقریظِ اوّل بھی شامل ہے۔ جس میں نواب صاحب نے مولانا کے تبحر و وسعت علمی اور زبان و بیان کی خوبیوں کے ساتھ کتاب کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ: "العالم اذا تکلم فھو بحر تبوہر" کا مضمون اُنہی کی ذات مجمع حسنات پر صادق آتا ہے، کسی نحو، کسی علم میں عاری نہیں، ہر علم میں دخل معقول ہونا، بجز عنایت باری نہیں، مسائل مشکلہ معقول نے اُن کے سامنے مرتبہ حضوری پایا، منقول میں بدون حوالہ آیت و حدیث کے کلام نہ کرنا، اُن کا قاعدہ کلی نظر آیا، اُن کے حضور اکثر منطقی اپنے قیاس و شعور کے موافق صغریٰ ثناء اور اکبری مدح، شکل بدیہی الانتاج بنا کر، دعویٰ توصیف کو ثابت کر کے دکھاتے ہیں۔ آخر الامر نتیجہ نکالتے وقت یہ شعر زبان پر لاتے ہیں: ہوش

کیا عجب مدرسہ علم میں اس عالم کے　　　شمس آکر سبق شمسیہ پڑھتا ہو اگر

فی الحال اُن کے نخل کمال سے ایک گل تازہ کھلا، چمن علم فصاحت وبلاغت بھی پھولا پھلا، یعنی اُنہوں نے نسخہ بہ آب وتاب موسوم بہ "لُب لباب" معروف بہ "سرور القلوب فی ذکر المحبوب" تالیف کیا۔ رنگ برنگ مضامین رنگین سے میدان بیان کو خجلت زدہ باغ رضوان بنادیا ہے۔ گلہائے وعظ وپند کی شگفتگی سے عین الیقین ہوتا ہے، کہ یہ کتاب جواب گلستان بلکہ رنگینیٔ عبارت کی روش سے کھلتا ہے، کہ واقعی عین گلستان ہے، لفظوں میں ہزارہا معنی مناسب رنگ برنگ کے پوشیدہ نظر آتے ہیں، مردم دیدہ بھی جس کے دیکھنے سے ہردم تروتازگی پاتے ہیں، ہزارہا دقائق و نکات علمیہ سے یہ کتاب بھری ہے۔ گویا شجرہ علم کی کلی ہے، اہل اسلام کی نظروں میں ہرباب اس کا غیرت افزائے باغ جنان ہے، اس کی ہر فصل پر بلا مبالغہ فصل بہاری کا گمان ہے، ہوائے مطالعہ اس کی بداعتقادوں کے چمن طبع کے لیے سربسر صرصر ہے، خوش اعتقادوں کو اس کی سیر گلگشت فردوس کے برابر ہے، حاسدوں کا غنچہ عیب جی اسے دیکھ کر مرجھاتا ہے، گل طبع میں صُمٌ بُکمٌ کا رنگ نظر آتا ہے

کیوں نہ پژمردہ ہوں گلہائے مضامین عدو　　　باغ حاسد کے لیے باد خزانی ہے یہ[13]

جبکہ تقریظ دوم مولانا ہدایت علی ہدایت بریلوی کی ہے، جو مولانا نقی علی خاں کے ہم عصر اور مشہور زمانہ شاعر وادیب تھے۔ مولانا ہدایت علی لکھتے ہیں: "یہ کتاب لاجواب موسوم بہ "لب لباب" معروف بہ "سرور القلوب فی ذکر المحبوب" اِس زمانے کی سب کتابوں سے بہتر ہے، کہ اِس میں ذکر خیر البشر بروایات معتبرہ تحریر سراسر ہے، مؤلف اِس مجموعہ مکارم واخلاق، منبع جود واشفاق، مقبول بارگاہ رب العالمین، مداح جناب سید المرسلین، ہدایت

ہادی اُمت رسول خدا　　　بحر مواج علم صدق وصفا

افضل علمائے زمان، مولوی محمد نقی علی خاں ابن مولوی محمد رضا علی خاں مرحوم بریلوی ہیں، اُن کی تعریف میں زبان قلم لال ہے، انسان سے اُن کی خوبیوں کا بیان محال ہے۔"[14]

اِس ایڈیشن میں صاحب کتاب کا تعارف مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی ابن مولانا نقی علی خاں کا لکھا ہوا ہے۔ جبکہ صاحب کتاب کا تحریر کردہ "خطبہ کتاب ومقدمہ" سلاست وروانی، ندرت بیانی میں کیفیت یکتائی کا شاہکار اور فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے کسی اعجاز سے کم نہیں۔ یہ ایک ایسا منفرد علمی وادبی نمونہ ہے جس کے مشمولات پر وقیع مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔

"سُرُورُ القُلُوب فِی ذِکرِ المحبُوب" اور محبت رسول ﷺ:

فخر موجودات حضور سید الانبیاء ﷺ کے ساتھ ہمارا تعلق ایمان، اطاعت اور اتباع کے بعد چوتھی بنیادی شرط آپ ﷺ کے ساتھ ہماری محبت ہے۔ دین اسلام میں وہ ایمان یا اطاعت قابل قبول نہیں ہے جس کی بنیاد محبتِ رسول ﷺ پر نہ ہو۔ایسی اطاعت جس کی جڑوں میں محبت رسول ﷺ کا جذبہ موجود نہ ہو اُسے بادی النظر میں نفاق سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ایسی اطاعت کو محض رسمی یا ریا پر مبنی اطاعت سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی کو اپنے رسول ﷺ سے ایسی محبت مطلوب ہے جس میں نفاق اور دکھلاوے کا شائبہ تک نہ ہو بلکہ حضور ﷺ سے یہ محبت دنیا مافیہا سے ہی نہیں اپنی جان سے بھی زیادہ ہو۔ حضور ﷺ کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ایک مومن کے دل میں آپ ﷺ کی محبت کا معیار اور پیمانہ کیا ہونا چاہیے؟ اِس اَمر کو حضور نبی اکرم ﷺ نے خود اپنے ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں واضح فرمادیا: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُم حَتّٰی أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِینَ"(15)

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اُسے اُس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں"

اِس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نقی علی خاں محبتِ رسول ﷺ کی دولت سے مالا مال ہیں۔اُن کے یہاں اُسوہ رسول ﷺ کی صحیح پیروی اور عشق رسول ﷺ کی سچی تڑپ موجود ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصنیفات میں معارفِ قرآن وحدیث، اسرارِ عشق و معرفت اور زبان و بیان کی دلکشی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

چنانچہ زیر نظر کتاب میں آپ نے حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ، اعمال و کردار، فضائل و اخلاق اور اسوہ حسنہ کا بیان نہایت عقیدت و محبت سے کیا ہے۔مولانا نقی علی خاں کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی ساری زندگی مسلمانوں میں جذبہ عشق و محبت رسول ﷺ اور ادب و تعظیم مصطفیٰ ﷺ کی آبیاری میں صرف کی۔اور اُمت کو محبوب ربّ العالمین ﷺ کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کرنے میں بڑی حد تک کامیاب بھی رہے۔

باب اوّل: ولادت باسعادت:

مولانا نقی علی خاں کی زیر نظر تصنیف "سُرورُ القُلوب فی ذِکرِ المحبُوب" کا پہلا باب "ولادت با سعادت وغیرہ احوال حضرت رسالت میں" کے ضمن میں ہے۔ جس میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت، بچپن، رضاعی والدہ و بھائی بہنوں کے ساتھ تعلقات وغیرہ کا ذکر انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور احادیث مبارکہ اور مستند مذہبی کتب کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا میں تشریف لاتے ہی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور اپنی اُمت کی بخشش و مغفرت چاہی۔ مولانا نقی علی خاں ابن عباس کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ: "اوّل کلمہ جو زبانِ فیض ترجمان سے نکلا یہ تھا "اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا" آگے امام قسطلانی اور ابو نعیم کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ "بعد ولادت آپ نے خدا کو سجدہ کیا اور انگشتِ مبارک آسمان کی طرف اٹھا کے فرمایا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ" سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں، بے شک میں خدا کا رسول ہوں۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ بعض روایات میں جنابِ الٰہی میں سجدہ کر کے عرض کیا "یَارَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ" خدایا میری اُمت مجھے بخش دے۔ خطاب ہوا "وَھَبْتُكَ اُمَّتَكَ بِاَعْلٰی هِمَّتِكَ" میں نے تیری اُمت بسبب تری ہمت بلند کے تجھے بخشی۔ (16)

اس باب میں مولانا نقی علی خاں نے رسول اللہ ﷺ کے بچپن میں رونما ہونے والے مختلف واقعات میں پوشیدہ حکمتوں کو بھی بہت موثر اور دل نشین انداز میں بیان کیا ہے۔ مولانا، حضور ﷺ کے بچپن میں بکریاں چرانے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "پروردگار نے بکریاں چرانے کی رغبت اس جناب کے دل میں پیدا کی کہ یہ کام سیاست اور شفقت بر ضعفائے اُمت اور صبر بر مصیبت وغیرہا اُمور، کہ لوازمِ نبوت سے ہیں، نہایت مناسبت رکھتا ہے اور تواضع اور فروتنی سکھاتا ہے۔ علاوہ ازیں جب مردِ احسان شناس ایسے حقیر کام سے کسی منصبِ عمدہ اور عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوتا ہے، اِس نعمت غیر مترقبہ کو محض فضل اپنے مولا کا سمجھتا ہے اور شکر بجالاتا ہے۔"(17) بچپن میں والدین کا سایہ سر سے اُٹھ جانے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "اگر والدین جناب کے زندہ رہتے، ظاہر بین اُن کو واسطہ تہذیب ٹھہراتے کہ کیا اچھی طرح اپنے فرزند کی تعلیم و تہذیب کی۔ حضرتِ اَحدیت نے اِس قدر شرکت بھی پسند نہ فرمائی اور دفترِ کمالاتِ محمدیہ پر تعلیم خلق کا حرف نہ آنے دیا۔"(18)

اعلانِ نبوت کے بعد عزیزوں، رشتہ داروں اور ہم وطنوں کی جفاکاریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "جب آپ ﷺ نے دعویٰ پیغمبری کیا، سوا چند ضعیفوں کے کہ عنایت ازلی اُن کی ہادی اور دستگیر تھی، تمام عالم دشمن جاں ہو گیا، یہاں تک کہ ہم وطن اور رشتہ دار بھی خون کے پیاسے ہوئے جو شخص آپ کی بات مانتا اُسے طرح طرح کی ایذا دیتے۔"[19] "مگر وعدہ الٰہی کے مطابق واقع ہوا، تھوڑے عرصہ میں بڑے بڑے دشمن حضرت ﷺ کے، طرح طرح کے عذابوں اور مصیبتوں کے ساتھ واصل جہنم ہوئے۔ ابو جہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف وغیرہم بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور ابی بن خلف کہ بڑا دشمن حضرت کا تھا آپ کے ہاتھ سے اُحد کے دن زخمی ہوا، جو شخص زخم اُس کا دیکھ کر کہتا کہ بہت کاری نہیں، جواب دیتا: اے نادان! یہ زخم اُس کے ہاتھ کا ہے کہ تمام کافروں کے بدن پر ہلکا سا ایک چرکا لگا دے ایک بھی زندہ نہ بچے گا۔"[20] پھر دشمنانِ مصطفیٰ کی ذلت و رسوائی، تباہی و بربادی اور اللہ کے حبیب ﷺ کی تائید و حمایت اور دلجوئی و حوصلہ افزائی کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: "خدائے تعالیٰ اپنا حق تو معاف کر دیتا ہے مگر اپنے دوستوں کا حق نہیں چھوڑتا اور طریق انتقام کے مختلف ہیں، کبھی عذابِ آسمانی سے ہلاک کرتا ہے۔۔۔ اور کبھی آفاتِ ارضی اُن پر مسلط کرتا ہے۔۔۔ اور گاہے اُنہیں کے عزیز و قریب کو اُن کی مخالفت اور اُن کی حمایت پر مستعد کرتا ہے کہ موجب زیادتی ملال اور خفت کا ہوتا ہے۔۔۔ اور کبھی اُسی کا محتاج کر دیتا ہے۔۔۔ اور کبھی دشمنوں کو دشمنوں پر مسلط کر دیتا ہے۔۔۔ کبھی کافروں کے طعن و اعتراض کا جواب سکھایا جاتا ہے اور کبھی خود جنابِ باری اپنے حبیب ﷺ کی طرف سے جواب دیتا اور کبھی ارشاد ہوتا تم اِن کی باتوں سے غمگین نہ ہو، ہم اِس کا بدلہ لے لیں گے۔"[21]

بابِ دوم: "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کی معرفت:

دوسرا باب سورہ الم نشرح کی آیت "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" "ہم نے آپ کا ذکر آپ کے خاطر بلند فرمایا، کی تفسیر میں ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر کی گئی بے انتہا عنایات کا ذکر فرمایا ہے۔ حضور کرام ﷺ کے ذکر کی بلندی و رفعت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو کہ حضور اکرم ﷺ کے بے شمار فضائل و خصائص میں سے

ایک فضیلت ہے۔ رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ یہ بھی ہے کہ ذکرِ خدا کے ساتھ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ بھی کیا جائے۔ حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے اس آیت کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کی: اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔

اس آیت کے ضمن میں مولانا لکھتے ہیں کہ: "جس قدر شہرت اور ناموری اُس جناب کی اِس عالم اور اُس عالم میں ہے کسی مقرب فرشتے اور اولوالعزم رسول کو حاصل نہیں اور جو رفعت اور بزرگی کہ آپ کو عنایت ہوئی کسی نبی و ولی کو میسر نہیں۔۔۔۔اور یہ شہرت آپ کی ہر روز ترقی پر ہے۔ کمالاتِ انبیاء و ملائکہ محدود ہیں مگر تعیین و تحدید کو سراپردہ کمالِ محمدی کے گرد گزر نہیں۔"[22]

آپ لکھتے ہیں: "انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین، سدرۃ المنتہیٰ سے تجاوز نہیں کرسکتے اور آپ ﷺ مقام قاب قوسین تک پہنچے۔ جمال پروردگار کا بچشم سر دیکھا اور کلام الٰہی بے واسطہ سنا۔ خود پروردگار تقدس و تعالیٰ آپ پر درود بھیجتا ہے اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اے ایمان والو! درود بھیجو اُس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔"[23]

اس آیت کی تفسیر میں مولانا نقی علی خاں یہ بھی بتاتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے پیغمبر ہونے کی پیشگوئی توریت و انجیل کے علاوہ دیگر انبیائے کرام نے بھی فرمائی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: تمہارے پاس فارقلیط یعنی حق اور ناحق کو جدا کرنے والا آئے گا کہ کوئی بات اپنی طرف سے نہ کہے گا، وہ کہے گا جو خدا اُسے فرمائے گا اور تم سے تیرے حق کے ساتھ سرگوشی کرے گا اور چھپی باتوں اور حادثوں سے تم کو آگاہ کرے گا اور یہ خبر یوحنا میں جسے مسیحائی چوتھی انجیل کہتے ہیں اس مضمون سے وارد ہے کہ تمہارے لیے میرا جانا ہی سودمند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں فارقلیط تمہارے پاس نہ آئے گا۔"[24]

باب سوم: "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ" کی تفسیر میں:

یہ باب سورۃ الانبیاء کی مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کے بارے میں ہے۔ جس کے ضمن میں مولانا نقی علی خاں لکھتے ہیں: "اے عزیز! عالم امکان میں کوئی چیز ایسی نہیں کہ آپ کی رحمت سے مستفیض نہ ہو، کمالات، موجودات کے وجود پر متفرع ہیں اور وجود عالم کا آپ کے طفیل سے ہے، اگر آپ نہ ہوتے، عالم

نہ ہوتا۔"[25] مولانا لکھتے ہیں: "اے اُمتِ محمد! تم کو بشارت ہو کہ تمہارے مولیٰ پیغمبر ﷺ دشمنوں کا ہلاک ہو جانا گوارا نہیں کرتے، تمہارا دوزخ میں جانا اور ہلاکتِ حقیقی میں مبتلا ہونا کب گوارا فرمائیں گے۔

آپ احساناتِ مصطفیٰ ﷺ کی اقسام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: احسانات آپ کے اِس اُمت پر کہ حصر اور شمار سے زیادہ ہیں، دو قسم ہیں: اول مخصوص بہ بعض افراد، جیسے قتادہ کی پھوٹی آنکھ اور ابو رافع کا ٹوٹا پاؤں، آپ کے ہاتھ کی برکت سے اچھا ہو گیا، اور عبد الرحمٰن بن عوف کے مال اور انس بن مالک کے مال و عیال میں برکت ہوئی، اور ابو بکر کو سانپ نے کاٹا، آپ نے لعابِ دہن لگا دیا، زہر نے اثر نہ کیا، اور جابر کا بہت قرض تھوڑے خرموں سے ادا کر دیا۔

دوسری قسم تمام افرادِ اُمت شامل ہے کہ پروردگارِ عالم نے بطفیل آپ کے اِس اُمت کو روزِ ازل بہترین اُمم لکھ دیا، اور اِس کا مرتبہ سب اُمتوں سے زیادہ کیا، ہزاروں کرامتیں اور نعمتیں آپ کے سبب ہاتھ آئیں اور دوزخ سے بوسیلہ اُن کے رہائی پائی۔۔۔۔ سو اُن کے ہزاروں خوبیاں اور بزرگیاں اِس اُمت کو آپ کے طفیل عنایت ہوئیں کہ اگلی اُمتوں سے کسی کو نہ ملیں اور سب سے بڑی دولت جو عنایت ہوئی، آپ کی شفاعت ہے۔"[26]

مولانا نقی علی خاں حضور اکرم ﷺ کے رحمۃ اللعالمین ہونے کی بہت سے مثالیں بھی دیتے ہیں۔ جیسے جبریل امین اور پیغمبروں کا رحمت سے حصہ، فرشتوں اور کافروں کو رحمت سے فائدہ پہنچنا، وغیرہ۔

باب چہارم: آپ ﷺ کا حسن ظاہری کے بیان میں:

سرورِ دوعالم ﷺ کے علوِ مرتبت، رُوحانی کمالات و خصائص اور باطنی فضائل و محامد کے علاوہ آپ ﷺ کا بے مثل حسن و جمال بھی آپ ﷺ کا زندۂ جاوید معجزہ ہے۔ آپ ﷺ کی ذات حسن و کمال کا سرچشمہ ہے۔ کائناتِ حُسن کا ہر ہر ذرہ دہلیزِ مصطفیٰ ﷺ کا ادنیٰ سا بھکاری ہے۔ دنیا کے تمام حسینوں کا حسن و جمال آپ ﷺ کے در کا صدقہ ہے۔ یہاں تک کہ حسنِ یوسف علیہ السلام بھی آپ ﷺ کے حسن و جمال کا ایک جز ہے۔ چمنِ دہر کی تمام رعنائیاں آپ ﷺ ہی کے دم قدم سے ہیں۔

آپ ﷺ کے حسن و جمال کا تذکرہ کم و بیش سیرت کی تمام کتب میں موجود ہے۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت بھی ہے کہ صورت، سیرت کی عکاس ہوتی ہے اور ظاہر سے باطن کا کچھ نہ کچھ اندازہ ضرور ہو جاتا

ہے کیونکہ اِنسان کا چہرہ اُس کے مَن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ پہلی نظر ہمیشہ کسی شخصیت کے چہرے پر پڑتی ہے، اُس کے بعد سیرت و کردار کو جاننے کی خواہش دِل میں جنم لیتی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے اَحوال و فضائل اِس نقطۂ نظر سے معلوم کرنے سے پہلے یہ جاننے کی خواہش فطری طور پر پیدا ہوتی ہے کہ اُس مبارک ہستی کا سراپا، قد و قامت اور شکل و صورت کیسی تھی، جس کے فیضانِ نظر سے تہذیب و تمدّن سے ناآشنا خطہ ایک مختصر سے عرصے میں رشکِ ماہ و اَنجم بن گیا، جس کی تعلیمات اور سیرت و کردار کی روشنی نے جاہلیت اور توہم پرستی کے تمام تیرہ و تار پردے چاک کر دیئے اور جس کے حیات آفریں پیغام نے چہار دانگِ عالم کی کایا پلٹ دی۔ ذاتِ خداوندی نے اُس عبدِ کامل اور فخرِ نوعِ اِنسانی کی ذاتِ اَقدس کو جملہ اَوصافِ سیرت سے مالا مال کر دینے سے پہلے آپ ﷺ کی شخصیت کو ظاہری حُسن کا وہ لازوال جوہر عطا کر دیا تھا کہ آپ ﷺ کا حسنِ صورت بھی حسنِ سیرت ہی کا ایک باب بن گیا تھا۔

کتاب کا چوتھا باب اسی حوالے سے ہے۔ جس میں مولانا نقی علی خان، حضور اکرم ﷺ کے سر مبارک، پیشانی مبارک، ابروئے مبارک، پلکیں مبارک، آنکھ مبارک، زلفِ مبارک، چہرہ مبارک، داڑھی مبارک، دندانِ مبارک، منہ مبارک، زبانِ مبارک، لبِ مبارک، کانِ مبارک، بینی مبارک، گردن و کندھا مبارک، ہاتھ مبارک، سینہ مبارک، شکم مبارک، مہرِ نبوت، قدم مبارک، قدِ مبارک اور عدمِ سایہ تک، یعنی سرِ انور سے لے کر ناخن پائے اقدس تک تمام اعضائے مبارک کی خصوصیات کا ذکر انتہائی عقیدت و محبت سے کرنے کے باوجود لکھتے ہیں کہ: "ہر چند اس کا عکس ہر تگ میں چمک رہا ہے، مگر حقیقت و ماہیت ادراکِ عقول سے برتر اور ورا ہے۔ صانعِ باکمال نے اِس جمال کو، اپنے دیکھنے کے واسطے بنایا اور اپنی محبوبیت کے واسطے پسند فرمایا، عقولِ بشریہ کی کیا تاب، جو اسے ادراک کریں اور اِس کی حقیقت و ماہیت دریافت کر سکیں، شپّر (چمگادڑ) آفتاب کو کب دیکھ سکتا ہے اور سایہ، نور کے کب مقابل آسکتا ہے۔"[27]

ربِ کائنات نے وہ آنکھ تخلیق ہی نہیں کی جو تاجدارِ کائنات ﷺ کے حسن و جمال کا مکمل طور پر مشاہدہ کر سکے۔ انوارِ محمدی ﷺ کو اِس لیے پردوں میں رکھا گیا کہ اِنسانی آنکھ جمالِ مصطفےٰ ﷺ کی تاب ہی نہیں لا سکتی۔ چنانچہ آپ ﷺ کا حقیقی حسن و جمال مخلوق سے مخفی رکھا گیا۔ امام قرطبی کہتے ہیں کہ: "حضور ﷺ کا حسن و جمال مکمل طور پر ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا اور اگر آقائے کائنات ﷺ کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری آنکھیں حضور ﷺ کے جلوؤں کا نظارہ کرنے سے قاصر رہتیں۔"[28]

باب پنجم: آپ ﷺ کے حسن باطنی کے بیان میں:

کتاب کا یہ باب سیرتِ رسول ﷺ کے مختلف گوشوں کے حوالے سے ہے۔ جس میں مولانا نقی علی خان حضور اکرم ﷺ عاجزی و انکساری، طعام و قیام، لباس و انداز تکلم، سلام و مصافحہ، خوش مزاجی، شجاعت و بہادری، سخاوت و عفو، صبر و رضا، عبادت و ریاضت، کثرت صوم و یادِ الٰہی، طب و حکمت، بری خصلتوں سے اجتناب، مجالسِ کفر سے دوری، حُبِ دنیا کی مذمت و بے رغبتی اور ستم و مظالم کے بدلے دعائیں، جیسے متعدد عنوانات کو زیرِ گفتگو لاتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے خلق و محاسن و افعال متاعِ دنیا سے عظیم تر ہیں۔ آپ کا زہد و تقویٰ، عفت وحیا، خوفِ خدا، رحم و کرم، شجاعت و عدالت، قناعت و صداقت، سخاوت و صبر و شکر، تواضع و انکساری، کلام و روش، نشست و برخاست، قول و فعل وغیرہ، سب بے نظیر و بے مثال ہیں۔ آپ ﷺ کا ہر عمل و فعل عبادت تھا۔ آپ ﷺ کا اُٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، دعا، سلام وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے تھا۔ آپ ﷺ کا کوئی کام حکم خدا سے مانع نہ تھا۔

مولانا نقی علی خاں نے آپ ﷺ کی سیرتِ مقدسہ کے ان تمام پہلوؤں کا ذکر انتہائی ادب و احترام سے کیا ہے۔ اُنہوں نے مثالوں کے ذریعے واضح کیا ہے کہ آپ ﷺ کے خلقِ عظیم کے کافر و مشرک بھی قائل تھے اور کچھ مشرکین آپ ﷺ کے خلق سے متاثر ہو کر ایمان بھی لائے۔ آپ لکھتے ہیں:

"آپ کے عادات و اخلاق میں اس درجہ مرعی تھی کہ مافوق اِس سے متصور نہیں، بالفرض اگر معجزات ظہور میں نہ آتے تو آپ کے سچے ہونے پر گواہی آپ کی صورت و سیرت کی کہ دو گواہ عادل ہیں، کفایت کرتے۔ ہزاروں منکر آپ کی صورت دیکھ کر کہتے لیس ھذا وجہ الکذابین، یہ منہ جھوٹوں کا سا نہیں ہے اور بہت مخالف آپ کے اخلاق و عادات دیکھ کر ایمان لاتے۔"(29)

مولانا نقی علی خان نے اسی باب میں حضور ﷺ کی پسند و ناپسند کا بھی ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے نزدیک تمام عبادتوں میں افضل نماز ہے۔ خود آپ ﷺ اِس عبادت کو خشوع و خضوع کے ساتھ ادا فرماتے اور تمام عبادتوں سے زیادہ آپ ﷺ کو نماز سے خوشی حاصل ہوتی تھی۔ چنانچہ مولانا نماز کی اہمیت پر تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اے عزیز! نماز بارگاہِ بے نیاز اور مقامِ مناجات دراز ہے۔ بکر بن عبداللہ کہتے ہیں۔ اے فرزند آدم! جب تو بے استیذان خدا کے حضور جائے

اور بے ترجمان اُس سے کلام کیا چاہے تو اچھی طرح وضو کرکے محراب میں داخل ہو، اگر مصلی جانے کس کے حضور بلایا جاتا ہوں، دنیا و متاعِ دنیا ایک نماز کے شکرانے میں تصدق کرے۔ منادیانِ حضرت اعلیٰ ہر روز پانچ بار تجھے اس کے حضور بلاتے ہیں، حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح، اور تو ایک بار بھی نہیں جاتا، قیامت کو اگر دریا خون کی آنکھ سے بہائے گا ایک رکوع اور سجدے کی اجازت نہ دیں گے۔"(30)

اُنہوں نے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں نماز کے کچھ مسائل اور نماز کی پابندی کے ساتھ اہمیت و افادیت کو بھی اجاگر کیا ہے۔

باب ششم: خصائص شریفہ کے بیان میں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو ایسے بے شمار اوصاف اور خوبیاں عطا فرمائی ہیں جو کسی اور کے حصے میں نہیں آئیں، ان اوصاف اور خوبیوں کو "خصائص مصطفیٰ" کہا جاتا ہے۔ خصائص مصطفیٰ کی حقیقی تعداد تو دینے والا ربِ رحیم جانتا ہے یا لینے والے رسولِ کریم ﷺ۔ مولانا احمد رضا محدث بریلوی لکھتے ہیں: "اُن کے فضائل نامقصور اور خصائص نامحصور (یعنی آپ کے فضائل میں کوئی کمی نہیں اور خصائص اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے)، بلکہ حقیقتاً ہر کمال ہر فضل ہر خوبی میں عموماً اطلاقاً انھیں تمام انبیاء مرسلین وخلق اللہ اجمعین (اللہ پاک کی تمام مخلوق) پر تفضیل تام و عام مطلق (یعنی ہر طرح کی برتری خاص) ہے کہ جو کسی کو ملا، وہ سب انھیں سے ملا اور جو انھیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔"(31)

اِسے تُو جانے یا خدا جانے	پیشِ حق رُتبہ کیا ہوا تیرا

اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین میں بعض کو بعض پر فضیلت دی مگر حضور سید المرسلین ﷺ کو ان سب انبیاء و مرسلین پر رفعت و عظمت بخشی، قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا ورفع بعضھم درجٰت(32) اور ان رسولوں میں بعض کو درجوں بلند فرمایا۔ ائمہ فرماتے ہیں کہ یہاں اس بعض سے حضور ﷺ مراد ہیں اور یوں مبہم، بلا نام لیے ذکر فرمانے میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُن کا افضل المرسلین ہونا ایسا ظاہر و مشتہر ہے کہ نام لو یا نہ لو، اُنہی کی طرف ذہن جائے گا اور کوئی دوسرا خیال میں نہ آئے گا۔ چنانچہ خصائص مصطفیٰ سے مراد وہ فضائل و کمالات ہیں جن کے باعث حضور ﷺ کو تمام انبیاء و مرسلین وملائکہ مقربین اور تمام مخلوقاتِ الٰہی پر فضیلت بخشی گئی اور حضور ﷺ کو سب سے افضل و اعلیٰ و بلند بالا فرمایا گیا، وہ حضور ہی کے ساتھ خاص ہیں کسی اور کا ان میں حصہ نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ

کو تمام خلق سے زیادہ مخصوص فرمایا اور سب پیغمبروں کی صفات حضور ﷺ کی ذات مبارکہ میں جمع فرماکر اپنی خاص الخاص مہربانیوں سے مجلّہ فرمایا۔

اس باب میں مولانا نقی علی خاں نے حضور ﷺ کی خصائص میں بارہ خصائص "محبوبیت"، "رسالت عامہ"، "کثرتِ اسما"، "عبدیا بندہ ہونا"، "جسم مقدس سراپا اعجاز"، "حوض کوثر"، "اُمّی لقب"، "روزہ طے"، "اول المخلوق و اسبق موجودات"، "برکتِ میلاد"، " شفاعت "اور "اجتماع کمالات "کاذکر انتہائی محبت اور ندرت کے ساتھ کیا ہے۔ذیل میں چند اوصاف کا اجمالاً تذکرہ کرتے ہیں۔

خاصہ محبوبیت:

اس ضمن میں مولانا لکھتے ہیں: آپ باعتبار جملہ صفات وجہات کے ہر زمانہ میں تمام خلائق بلکہ خود خالق کے محبوب ہیں۔ مثلاً عالم سے بسبب علم کے اور زاہد سے بسبب زُہد کے اور حسین سے بسبب حسن کے اور عادل سے بسبب عدل کے محبت ہوتی ہے اور آپ جملہ صفات ظاہری و باطنی و اختیاری و غیر اختیاری متساویہ الاقدام ہیں۔ حسین سے اُس وقت تک محبت رہتی ہے جب تک حسن باقی ہے، جب حسن جاتا رہتا ہے محبت بھی جاتی رہتی ہے اور آپ ﷺ کی ہر صفتِ کمال، زوال سے منزہ ومبرا بلکہ یومًافیومًا ترقی پر ہے۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی"(33)

خاصہ رسالت عامہ:

اس میں مولانا نقی علی خاں قرآن و حدیث کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:"ہر پیغمبر خاص اپنی قوم پر بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث ہوا۔"(34)آپ شیخ عبدالحق دہلوی کے حوالے لکھتے ہیں:ہمارے حضرت جن وانس پر مبعوث تھے اسی لیے آپ کو رسول الثقلین کہتے ہیں۔"(35)

خاصہ کثرتِ اسماء:

حضور ﷺ کے کثرتِ اسما آپ کی کثرتِ صفات پر دلالت کرتے ہیں۔ مولانا لکھتے ہیں:حمد سے پانچ اسم ماخوذ ہورہے، محمود کہ جناب باری نے اپنے اور اپنے محبوب میں مشترک رکھا تاکہ آپ کے کمال محمودیت پر دلالت کرے اگرچہ دونوں محمودیت میں فرق ہے۔ دوسرے حمید کہ معنی فاعلیت اور مفعولیت کو جامع تھا اس لیے خاص فرمایا اس کے مقابلے میں تین نام اپنے محبوب کو عنایت

فرمائے، احمد، محمد، محمود، تاپہلا اور دوسرا نام فاعلیت اور تیسرا مفعولیت پر دلالت کرے گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہوا کہ اے میرے حبیب! اگر میں حمید ہوں یعنی تعریف کیا گیا، تو تم احمد ہو، بہت تعریف کرنے والے کہ تمہارے برابر میری تعریف کوئی نہیں کر سکتا اور جو میں حمید ہوں یعنی تعریف کرنے والا تو تم محمد ہو، بکثرت اور بار بار تعریف کیے گئے کہ تمہارے برابر میں کسی کی تعریف نہیں کرتا۔ الغرض اس جناب کو حمد سے ایسی نسبت تامہ ہے کہ نہ محمودیت میں کوئی اُن کے برابر ہے اور نہ حامدیت میں کوئی اُن کا ہمسر، اسی لیے چار نام آپ کے اس سے مشتق ہیں، حامد، محمود، احمد، محمد، اور آپ کے مقام کا بھی نام مقام محمود ہے اور آپ کے نشان کا نام "لواء الحمد"[36] اِس مقام پر مولانا نے حضور ﷺ کے نام اقدس "محمد" کی صفات کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے جو آپ کی وسعتِ علمی پر دلالت کرتا ہے۔

خاصہ شفاعت:

حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کے بیان میں مولانا نقی علی خاں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ: "سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں سردار اولادِ آدم ہوں اور خدا کے نزدیک اُن کا بڑا، اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا اور اول شافع ہوں اور اول مشفّع اور اول زمین سے نکلوں گا اور اول مجھی کو حکمِ سجدہ ہوگا، میں احمد ہوں، میں محمد ہوں، میں خدا کا پیارا اور اس کا پیغمبر ہوں۔"[37]

آگے لکھتے ہیں: اول بقصد شفاعت سجدہ کریں گے، اول وہ سر بفرمانِ الٰہی اُٹھائیں گے، اول اُنھیں مراتب و مناسب ملیں گے، اول وہ اُمت کو ساتھ لے کر پل صراط سے گزریں گے، اول آپ دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوں گے، اول اُن سے میثاق لیا گیا، اول اُنہوں نے جواب الست بربکم میں بلیٰ کہا، اول وہ بعد نفخہ کے سر اُٹھائیں گے، اول وہ بہشت کا دروازہ کھلوائیں گے اور فقرائے اُمت کے ساتھ پہلے بہشت میں جائیں گے۔"[38]

خاصہ اجتماعِ کمالات:

اس ضمن میں مولانا نقی علی خاں لکھتے ہیں کہ: "جناب باری نے تمام کمالات اگلے پیغمبروں کے بلکہ اعلیٰ و افضل اُن سے ذات جامع البرکات میں جمع کیے اور فضلیت اجتماع کی انفراد پر ظاہر ہے۔"[40] اس مقام پر اُنہوں نے ایسے سینتیس (37) کمالات کا ذکر بھی کیا جو اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء علیہ السلام کے مقابلے میں حضور ﷺ کو عطا فرمائے۔

باب ہفتم: معراج کے بیان میں:

کتاب کا ساتواں باب معراج مصطفیٰ ﷺ کے عنوان سے ہے۔ جس کا آغاز مولانا نے قرآن مجید کی آیت مبارکہ: سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِی بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ[41] (یعنی ہر عیب اور نقصان سے پاکی ہے اُسے جو رات میں لے گیا اپنے بندے کو بڑائی والی مسجد سے مسجد اقصیٰ کی طرف جس کے گرد نواح کو ہم نے برکت دی تاکہ دکھائیں ہم اُسے نشانیاں اپنی قدرت کی بے شک وہی سننے والا ہے دیکھنے والا) سے کیا ہے۔اِس آیت مبارکہ کے کلمات "سُبْحَانَ الَّذِی"، "أَسْرٰی"، "بِعَبْدِهٖ"، "لَیْلًا"، "مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"، "إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى"، "الَّذِی بَارَكْنَا حَوْلَهُ"، "لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا" اور "إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ" کے فضائل و محاسن پر مولانا نے انتہائی عالمانہ اور محققانہ بحث کی ہے۔ جس سے مولانا کے علمی وقار اور مقام کا اندازا ہوتا ہے۔ آپ " بِعَبْدِهٖ "کی فاضلانہ تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اضافتِ عبد کی ضمیر کی طرف واسطے بیان عظمت مضاف کے ہے، جس طرح کہتے ہیں مصاحب بادشاہ کا آتا ہے جو بڑائی اُس کی، اِس کلمے سے سمجھی جاتی ہے نام لینے میں نہیں، اور تمام صفات سے عبدیت کو بسبب اِس کی فضلیت یا بیان علیّت کے اختیار فرمایا کہ نہ کوئی صفت بندگی کے برابر ہے اور نہ رفعت و بلندی بے اِس کے حاصل ہو سکے، سعادت انسان کی بندگی اور سرافگندگی میں ہے۔ من تواضع للہ رفعہ اللہ۔ گویا اِس مضمون کی طرف اشارہ ہوا کہ ہم نے محمد ﷺ کو بندگی کے عوض یہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ چند ساعت میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کو لے گئے اور اپنی قدرت و حکمت کے اسرار اُن پر ظاہر فرمائے۔"(42)

مولانا نقی علی خاں لکھتے ہیں:

"پروردگارِ عالم نے رسول اللہ ﷺ کو شبِ معراج لوح و قلم، بہشت و دوزخ اور تمام عجائب ملک و ملکوت اور غرائب جبروت ولاہوت ملاحظہ کرائے اور اپنے حضور بلا کر اسرارِ قدرت اور دقائق حکمت ظاہر فرمائے کہ آپ کے محبوب تھے اور محبوب کو محب کے اسرار پر مطلع اور اُس کے ملک و خزانہ اور فوج و لشکر سے واقف ہونا ضرور ہے۔"(43)

اسی طرح مولانا نقی علی خاں نے واقعہ معراج کی حکمتیں، فضائل و نکات، تطبیقات مفصل اور مدلل انداز میں بیان کی ہیں۔ اِس باب میں مولانا نے چار تنبیہات، ایک توجیہہ، چار لطائف، دو حکمتیں،

چار فوائد ایک تذئیل اور چار تعلیقات کے ذریعے واقعہ معراج کے اسرار ورموز اور اُس کی رحمتیں، برکتیں اور فضیلتیں بیان کی ہیں۔

باب ہشتم: معجزات کے بیان میں:

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اُس کی نبوت ورسالت کے ثبوت کے لیے دلیل کے طور پر معجزات عطا فرمائے، جن کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے انبیاء اور رسولوں نے اپنی نبوت ورسالت کا ثبوت پیش کیا۔ حضور ﷺ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر یا رسول آئے وہ سب ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور انہوں نے اُسی قوم کو سیدھے راستے پر لانے کے لیے معجزات ظاہر کیے۔ مگر نبی کریم ﷺ چونکہ قیامت تک کے لیے آخری نبی (خاتم الانبیاء) بن کر آئے اِس لیے رب کریم نے آپ کی ذات مبارکہ کو سراپا معجزہ بنا کر بھیجا۔ آپ کا چلنا پھرنا، اُٹھنا بیٹھنا، بولنا دیکھنا، ہر ہر ادا ہی معجزہ نہ تھی، بلکہ آپ کی پوری زندگی ہی معجزہ ہے۔

قرآن کریم نے ہمیں نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے دلائل پر غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تائید و اثبات کے لیے بہت زیادہ معجزات عطا فرمائے، جن کے ساتھ ایمان والوں کے دلوں کو قرار وثبات ملتا اور ان کے عمل وایمان میں اضافہ ہوتا تھا۔ اوراس کے ساتھ ساتھ منکرین کے اوپر حجت قائم ہوتی اور ان میں سے سلیم الفطرت لوگ ان معجزات کو دیکھ اور سن کر دولتِ ایمان سے بہرہ ور ہوتے۔ نبی کریم ﷺ کو ملنے والے معجزات کئی انواع واقسام پر مشتمل ہیں۔ آپ ﷺ کو ملنے والے معجزات کی حد بندی تو مشکل ہے۔ تاہم کتب احادیث میں ان کی تعداد سیکڑوں سے متجاوز ہے جن کو ائمہ محدثین نے بیان کیا ہے۔ اوراس سلسلے میں متعدد علماء نے اس موضوع پر مستقل کتب بھی تصنیف کی ہیں۔

مولانا نقی علی خاں نے اس باب میں حضور اکرم ﷺ کے معجزات کا ذکر بڑے حسین وجمیل پیرائے میں کیا ہے۔ یہ معجزات سیرت نبوی ﷺ کا وہ بہترین شاہکار ہیں، جسے پڑھ کر ایمان کو تازگی ملتی ہے اور روح معطر ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ کے اَن گنت معجزات کا ذکر مولانا والہانہ انداز میں مستند حوالوں سے کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے ابن مسعود کو بکریاں چراتے دیکھا، کہا: اے لڑکے کچھ دودھ ہے؟ عرض کیا: ہے مگر میں امین ہوں، یعنی یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں، ان کا

دودھ نہیں دے سکتا، فرمایا:ان میں کوئی بکری ایسی ہے جس پر نر نہیں پھاندا، ابن مسعود نے ایسی بکری حاضر کی، آپ نے اُس کے تھن چھوئے فوراً دودھ اتر آیا، دوھ کر آپ پیا اور ابو بکر کو پلایا، پھر تھن سے ارشاد فرمایا: "اقلص" خشک ہو گئے، ابن مسعود یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہوئے، آپ نے اُن کو سینہ سے چپٹالیا۔"[44] اس باب میں مولانا نقی علی خاں نے مشرکین، منافقین اور منکرین معجزات کے اعتراضات اور شبہات کا ازالہ بھی مدلل انداز میں دیا ہے۔

باب نہم: درود پاک کا بیان:

اس کتاب کا نواں اور آخری باب درود شریف کے فضائل پر مشتمل ہے۔ مولانا نقی علی خاں نے اس باب کو چار فصلوں میں منقسم کیا ہے۔ پہلی فصل، حضور اکرم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کے احکامات سے متعلق ہے۔ جس کا آغاز مولانا نے قرآن مجید کی آیت مبارکہ: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[45] سے کیا ہے اور اس آیت مبارکہ کے ہر کلمہ اور ہر صیغہ کی انتہائی مدلل اور مفصل تفسیر پیش کرکے درود و سلام کی فضیلت واضح کی ہے۔

فصل دوم درود شریف کے فضائل و فوائد کے بیان میں ہے۔ اس فصل میں مولانا نے درود شریف کے اجر و ثواب کا بڑے عالمانہ انداز میں بیان کیا ہے۔ اور متعدد احادیث مبارکہ بھی نقل کیں ہیں جو درود شریف کی فضیلت و اہمیت کے بارے میں ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے علماء، فضلاء، ائمہ و مجتہدین کے اقوال و افعال بھی قلم بند کیے ہیں۔ کس موقع پر کون سا درود پاک پڑھنا چاہیے مولانا نقی علی خاں نے یہ بھی تحریر کیا ہے اور ہر درود پاک کی فضیلتیں اور برکتیں بھی اُس درود کے ساتھ لکھی ہیں۔

فصل سوم اُن لوگوں کے بارے میں ہے جو حضور اکرم ﷺ کا نام نامی سن کر درود شریف نہیں پڑھتے۔ اس فصل میں مولانا نقی علی خاں حضور ﷺ کی وہ احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں جن میں حضور ﷺ نے اُن لوگوں کو بخیل اور دوزخی قرار دیا ہے جو سرور کون و مکاں ﷺ کا نام مبارک سن کر آپ ﷺ پر درود و سلام کے پھول نچھاور نہ کرے۔ چنانچہ اس حوالے سے آپ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "جس کے پاس میں ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا، بے شک بہشت کی راہ سے بھٹک گیا۔" اور فرماتے ہیں: "جس کے پاس میرا ذکر آئے اور مجھ پر درود نہ بھیجے، دوزخ میں جائے۔" اور فرمایا: "خاک آلود ہو ناک اس کی، جس کے پاس میرا ذکر آئے، اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔"[46]

اس باب کی چوتھی فصل درود شریف کے حوالے سے حکایات سے متعلق ہے۔مولانا نے اس فصل میں درود شریف کی برکت واہمیت کے حوالے سے بائیس(22)حکایات بیان کی ہیں۔

اختتامی تجزیہ:

اس تناظر میں مولانا نقی علی خاں کی تصنیف "سرور القلوب فی ذکر المحبوب" اپنے زمانۂ اشاعت کے اعتبار سے اپنی نوعیت کی ایک منفرد اور بے مثال تصنیف ہے۔اس کے اسلوبِ نگارش میں شگفتگی اور بے ساختگی ہے۔مولانا نقی علی خان کی زبان و بیان میں جو سوزو گداز ہے، قرآن وحدیث اور سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے جو اسرار ورموز ہیں،وہ اُن کے دور کے دیگر مصنفین کے یہاں دیکھنے کو نہیں ملتے۔اُنہوں نے ذاتِ رسالت مآب ﷺ کی انفرادیت اور جامعیت کو جس موثر انداز میں بیان کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔کتاب کے مطالعہ سے اندازا ہوتا ہے اُنہوں نے طویل واقعات کو اپنی اسی خوبی کی وجہ سے مختصر مگر جامع انداز میں بیان کیا ہے۔یوں اُن کی تحریر کی ایک خاص خوبی مختصر نویسی بھی ہے۔یہ اُن کا خاص وصف ہے کہ وہ واقعات کو مختصر کرکے اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے میں مہارت رکھتے ہیں اور اس وصف کے باعث وہ اپنے دیگر ہم عصر مصنفین سے ممتاز نظر آتے ہیں۔

مولانا نقی علی خاں کے نزدیک "سرورالقلوب فی ذکر المحبوب" کی تصنیف کا اہم مقصد حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ پر نازیبا حملوں کا مدلل جواب کے ساتھ عوام کی فلاح اور اصلاح بھی ہے۔اسی لیے اُنہوں نے مشکل اور ادق الفاظ کا استعمال بہت کم کیا ہے۔اُنہوں نے متعدد مقامات پر عربی وفارسی الفاظ کا استعمال بھی کیا لیکن یہ استعمال اصطلاحاتِ دین کو واضح کرنے کے لیے ضروری تھا۔آپ اپنی تحریر میں اُردو اور فارسی اشعار کا بھی بر محل استعمال کرتے ہیں جس سے عبارت کی دلکشی میں اضافہ ہوتا ہے۔اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ "سرور القلوب فی ذکر المحبوب" سلاست و روانی اور زورِ بیان میں اپنی مثال آپ ہے۔یہی وجہ ہے کہ مولانا نقی علی خاں کی یہ کتاب اسلوبِ تحریر کی بناء پر منفرد ہے۔

مولانا نقی علی خاں کی سیرت نگاری کو اگر ادبی حوالے سے دیکھا جائے تو بلاشبہ یہ ایک اہم کارنامہ ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے متعلق،سیرت، تاریخ،مغازی اور احادیثِ مبارکہ سے واقعات کو چُن چُن کر "سرور القلوب فی ذکر المحبوب" میں آسان اور سہل انداز میں اس طرح بیان کیا ہے کہ یہ کتاب دلچسپی کا باعث قرار پاتی ہے۔گو مولانا نے اپنے زمانہ کے رواج کے مطابق کہیں

کہیں دقیق اور مقفیٰ و مسجع عبارت بھی استعمال کی ہیں مگر ایسی عبارت ذہن پر بوجھ بننے کے بجائے قاری کے دل و دماغ پر خوشگوار اثرات مرتب کرتی ہیں۔

مولانا نقی علی خاں کا اندازِ تحریر موثر ہے۔ وہ اپنا مدعا اس طرح بیان کرتے ہیں کہ قاری کے ذہن کو متاثر کیے بنا نہیں رہتے۔ اگر اس کے مدعا اور مفہوم پر نظر ہو تو متن کتاب سے سیرت نگاری کے گوشے اجاگر ہوتے ہیں لیکن اگر زبان و بیان کی فصاحت و بلاغت پر توجہ ہو تو یہ خالصتاً ایک ادبی رنگ میں رنگی ہوئی تحریر محسوس ہوتی ہے۔

یوں تو دنیا کی ہر زبان میں نبی کریم ﷺ کی ذات والا صفات کی مدح سرائی کی گئی لیکن خطہ پاک و ہند اور اُردو زبان میں سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے مولانا نقی علی خاں اس سلسلۃ الذہب کی اُن اولین کڑیوں میں سے ہیں جنھوں نے اس سلسلہ کو نہ صرف فروزاں کیا بلکہ خود بھی گلستانِ سیرت کے خوشہ چیں رہے۔ آپ کی نثری تصنیفات کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ آپ نے حضور اکرم ﷺ کے عشق و محبت سے مسلمانوں کے سینوں کو لبریز کرنے کے لیے اردو نثر کو شرف سلامت روی بخشا۔ آپ کی سیرت نگاری کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو عام و خاص تک پہنچانا ہے تاکہ اس کے مطالعہ سے ہر پڑھنے والا نبی کریم ﷺ کی سیرت و کردار اور تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکے۔

"سُرورُ القُلوب فی ذِکرِ المحبُوب" سیرت نگاری میں اس لیے بھی منفرد حیثیت کی حامل ہے کہ اس کتاب میں سرکارِ رسالت مآب ﷺ کے اوصافِ حمیدہ، اعمال و کردار، فضائل و اخلاق اور اُسوہ حسنہ کا بیان نہایت عقیدت و محبت سے کیا گیا ہے۔ جس کی مثال نایاب نا سہی کم یاب ضرور ہے۔ دوسرے یہ کہ "سُرورُ القُلوب فی ذِکرِ المحبُوب" روہیلکھنڈ (اترپردیش) میں سیرتِ طیبہ پر شائع ہونے والی کتب میں نقشِ اول کی حیثیت رکھنے کے ساتھ ساتھ کتبِ سیرت کے ذخیرے میں مولانا نقی علی خاں کی بہترین انشاء پردازانہ صلاحیتوں کا مظہر اور ان کے قلم کی شگوفہ کاریوں کا مرقع ہے۔

حوالہ جات وتعلیقات

1۔ڈاکٹر محمد حسن، علامہ مولانا نقی علی خاں حیات وادبی کارنامے، ص43، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، سن اشاعت2005۔

2۔ایضاً، ص93

3۔عبدالحکیم شرف قادری، مشعل راہ، مطبوعہ کراچی ص125

4۔چندہ شاہ حسینی، شمس التواریخ، ناشر امجدی بک ڈپو ناگپور، ص95

5۔ڈاکٹر محمد حسن، علامہ مولانا نقی علی خاں حیات وادبی کارنامے، ص6

6۔ایضاً، ص44

7۔ایضاً، ص82

8۔ایضاً، ص85

9۔ایضاً، ص86

10۔ایضاً، ص6

11۔ایضاً، ص25-36-35

12۔مولانا نقی علی خاں، سرور القلوب فی ذکر المحبوب، ص iii، دار النعمان پبلیشرز لاہور، نومبر2018

13۔ایضاً، ص ت

14۔ایضاً، ص ث، ج

15۔ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حُبُّ الرَّسُولِ ﷺ مِنَ الإِيمَانِ، ج:1، 14، الرقم:15

16۔مولانا نقی علی خاں، سرور القلوب فی ذکر المحبوب، ص15

17۔ایضاً، ص19

18۔ایضاً، ص22

19۔ایضاً، ص35

20۔ایضاً، ص40

21۔ص، 42-41

22۔ایضاً ص، 94-93

23۔ایضاً، ص65

24۔ ایضاً، ص81

25۔ ایضاً، ص105

26۔ ایضاً، 109-110

27۔ ایضاً، ص143

28۔ ایضاً، ص143؛ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، 5 : 241

29۔ ایضاً، ص164

30۔ ایضاً، ص168

31۔ فتاویٰ رضویہ، ج22، ص614

32۔ سورۃ البقرۃ: 253

33۔ مولانا نقی علی خاں، سرور القلوب فی ذکر المحبوب، ص249، سورۃ الضحیٰ - آیت 4

34۔ ایضاً، ص274

35۔ ایضاً، ص273

36۔ ایضاً، ص279-280

37۔ ایضاً، ص300-301

38۔ ایضاً، ص301

39۔ ایضاً، ص310

40۔ ایضاً، ص312

41۔ الاسراء: 1

42۔ مولانا نقی علی خاں، سرور القلوب فی ذکر المحبوب، ص338

43۔ ایضاً، ص360

44۔ ایضاً، ص373

45۔ سورۃ الاحزاب: آیت: 56

46۔ مولانا نقی علی خاں، سرور القلوب فی ذکر المحبوب، ص455-456